نوحہ

شبیرؑ کا سر ہے نیزے پر بے پردہ زہراؑ جائی ہے
ہیں قیدِ ستم میں اہلِ حرم یہ کیسی قیامت آئی ہے

زہراؑ کے چمن پر صحرا میں اس طرح خزاں نے وار کیئے
ہر پھول لہو میں ڈوبا ہے ہر ایک کلی کملائی ہے

ہیں خون میں تر سب پیر و جواں مقتل میں قیامت کا ہے سماں
ہر سمت ہے گہری خاموشی ویرانی ہے تنہائی ہے

مقتل میں تڑپ اُٹھے لاشے جب رو کے کہا یہ زینبؑ نے
اے شیروں اُٹھو کہ فوجِ ستم خیموں کو جلانے آئی ہے

کیا تجھ پہ ہوئے ہیں ظلم و ستم کس حال میں ہے تو شہزادی
ہاتھوں میں رسن ہے لب پہ فغاں چہرے پہ اُداسی چھائی ہے

کونین کی ملکہ زہرہؑ نے پالا تھا بڑے نازوں سے جسے
بازار میں وہ ہی شہزادی اب قیدی بن کر آئی ہے

کیا شام کی منزل آ پہنچی کیا سامنا ہے اب حاکم کا
کیوں کانپ اُٹھے سجادِ حزیں کیوں بنتِ علیؑ گھبرائی ہے

397 اسلام بچانے کی خاطر ہر ظلم سہا اُس بی بیؑ نے
جو شیرِ خدا کی بیٹی ہے عباسؑ سا جس کا بھائی ہے

وہ حرف لکھے تو نے گوہرؔ وہ درد بھرا ہے لفظوں میں
ہر آنکھ سے آنسو بہتے ہیں ہر دل پہ اُداسی چھائی ہے